انتساب

میرے قابل احترام والدالحاج محمد حنیف مغل مرحوم اور میری قابل احترام والدہ محترمہ ذریا بیگم (اللہ تعالی انہیں صحت کے ساتھ لمبی عمر دے) کے نام جنہوں نے مجھے انسانیت، دین سے محبت اور پاکستان سے پیار کرنے کا سبق دیا،ان کی وجہ سے ہی میں آج ایک صاحب ایمان مسلمان محبّ وطن پاکستانی اور جاپان کا قابل اعتماد شہری ہوں۔

پیش لفظ

ہمایوں مغل

کسی بھی صاف ستھرے امن امان اور لا قانونیت سے پاک ملک کو دیکھ کر ہم بیرون ملک مقیم پاکستانی دل میں دعائیں کرنے لگتے ہیں کہ اللہ کرے پاکستان بھی ایسا ہو جائے اور ایسے ہی مما لک میں جب ہم دیکھتے ہیں کہ وہاں کارخانے اور فیکٹریاں تین تین شفٹوں میں چوبیس گھنٹے کام کرتی ہیں۔ ہنرمند اور غیر مند کارگیروں، مزدوروں اور دیگر کام کرنے والوں کی ایک فوج کارخانے سے باہر جاتی ہے تو دوسری فوج اندر داخل ہو رہی ہوتی ہے۔۔۔ دکانوں میں سٹورز میں اشیاء یا افراط ہیں سارے ملک میں نرخ یکساں ہیں۔ اگر ایک ماچس یا سگریٹ کا ایک پیکٹ بھی خریدے تو دکاندار اس کی رسید جاری کرتا ہے۔ برسوں بعد اگر چیز کے نرخ میں اضافہ ہوتا ہے تو اخبارات اور اشتہارات میں اسکا جواز بتایا جاتا ہے اور ہر چیز کی قیمت مقرر کرنے والی کمیٹی صارفین کی انجمنوں سے مشورہ کر کے ہر چیز کی قیمت مقرر کرتی ہے۔ اگر کہیں چوری چکاری یا راہزنی ہو جائے تو پولیس اس قدر مستعد ہے کہ مجرم چند گھنٹوں میں ہی سلاخوں کے پیچھے نظر آتا ہے اور اس سے مال مسروقہ بھی برآمد کر لیا جاتا ہے جو مالک کو واپس مل جاتا ہے ہم یہ نہیں کہتے کہ غیر مما لک میں جرائم نہیں ہوتے، ہوتے ہیں مگر مجرم پکڑے جاتے ہیں اور ہمارے ملک کی نسبت لا قانونیت کا تناسب بہت کم ہے۔ میں زیادہ بات جاپان ہی کی کروں گا کہ جاپان میں پولیس آپ کی دوست اور مددگار ہے۔ وہ لوگ عوام کو سزا دینے کی بجائے عوام کو قانون کی پابندی کرنے کے لئے مدد کرتے ہیں۔ جاپان میں آپ کسی بھی پولیس آفیسر کو بلا تکلف مل کر مدد حاصل کر سکتے ہیں۔

اس کے مقابلے میں جب ہم بڑی آرام دہ غیر ملکی ایئر لائن سے پاکستان کی سرزمین پر اترتے ہیں تو ایئر پورٹ سیکورٹی فورس

سے لیکر اعلیٰ وادنیٰ ہمیں خونخوار نظروں سے گھورتے ہیں۔ بعض اوقات تو جی چاہتا ہے ہم ایئر پورٹ سے ہی واپس چلے جائیں۔ ہمارے سامنے (اہم) لوگوں کے جہازی سائز کے صندوق باہر چلے جاتے ہیں اور جو مسافر (غیر اہم) ہو اس کے بریف اور ہینڈ بیگ کو بھی للچائی ہوئی نظروں سے چیک کرتے ہیں جو کچھ چھینا جا سکتا ہے چھین لیتے ہیں۔

میں معافی چاہے بغیر کہوں گا کہ ہم بیرون ملک رہنے والے پاکستانی حب وطن کی وجہ سے پی آئی اے میں سفر کرتے ہیں مگر پاکستان سے واپسی پر جو ذلت اور خواری پی آئی اے کے ملازمین کے ہاتھوں پاکستانی مسافروں کی ہوتی ہے اس کا ہلکا سا اندازہ آپ کو اس کتاب میں ایک باب پڑھ کر ہو جائے گا۔ پی آئی اے کی او کے ٹکٹ کو یہاں پاکستان میں بار بار او کے کرانے کے بعد بھی ایئر پورٹ پر مسافروں سے ایسا سلوک ہوتا ہے گویا یہ لوگ ہمیں مفت سفر کرا رہے ہیں یا ہم لوگ جرائم پیشہ ہیں۔ جن لوگوں کو میری بات پر شبہ ہے وہ ہر روز پی آئی اے کے دفتر میں بیرون ملک جانے والے پاکستانیوں کی قطاروں سے لگائیں جہاں پی آئی اے کے حکام کی جانب سے او کے ٹکٹوں کو دوبارہ یا سہ بارہ او کے کرانے کے لئے لوگ کئی کئی روز چکر لگاتے رہتے ہیں۔

پی آئی اے گھاٹے میں کیوں جا رہی ہے اس کی وجہ مسافروں کی کمی نہیں کرایہ سب سے زیادہ اور پھر ملازمین کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ ہر مسافر سے کچھ رشوت کچھ نذرانہ لے لیا جائے اگر یہ نہیں ملتا تو اس کی کوئی چیز کم کردی جائے۔

ایئر پورٹ سے باہر نکلتے ہی، پولیس والے، محصول چونگیوں والے جس طرح غیر مما لک سے آنے والوں کا استقبال کرتے ہیں استغفر اللہ۔

ہم بیرون ملک رہنے والے، پاکستان کو ہر ماہ کروڑوں ڈالرز زرمبادلہ بھیجنے والے، سرزمین پاک پر پہنچتے ہی سجدۂ شکر بجالانے والوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا ہے یہ تو کسی ملک میں بدترین مجرموں کے ساتھ بھی نہیں کیا جاتا دنیا بھر کی ایئر لائنیں اپنے مسافروں کا شکریہ ادا کر کے انہیں کوئی نہ کوئی تحفہ ضرور پیش کرتی ہیں، آئندہ سفر کرنے کی صورت میں مراعات کا پیکج بھی دیتی ہیں۔ پی آئی اے کے حکام کو اپنے رویہ میں نظر ثانی کرنے کی اشد ضرورت ہے اور ایئر پورٹ پر موجود سرکارء کارندوں کو اپنے فرائض ادا کرتے ہوئے مستعد ہو جانا چاہیے، مگر بیرون ملک پیار و محبت سے چھلکتے ہوئے آنے والے مسافروں کو خون کے آنسو نہیں رلانے چاہییں۔

ہم پاکستانی کو وطن سے کوسوں دور۔۔۔ دنیا کے ہر ملک میں محنت و مزدوری کر کے، دن رات کام کر کے، اپنے عزیزوں،

بیوی بچوں، والدین اور بہن بھائیوں کو ملنے کے لئے آتے ہوئے خوف محسوس ہوتا ہے۔ ملک میں لاقانونیت کے اس طوفان سے جو کہیں بھی کسی بھی وقت برپا ہوسکتا ہے جو بے گناہوں کو پلک جھپکتے میں خون میں نہلا سکتا ہے۔۔۔ یہ ساری دنیا میں ہوتا ہے۔ مگر وہاں مجرم پکڑے جاتے ہیں اور ہمارے ہاں مجرم پکڑے نہیں جاتے۔ اگر مدعی طاقتور ہو تو پولیس کسی کو بھی "مجرم" بنالے گی۔ مگر اصل ملزم۔۔۔ کہاں ہوتے ہیں، یہ کوئی نہیں جانتا۔ بیرون ملک مقیم پاکستانی پاکستان میں سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں۔۔ مگر وہ یہاں کس کس کو رشوت دے کر کمشن ادا کر کے، سفارش کرا کے، کہاں سرمایہ کاری کریں۔۔۔ اور اگر سارے مرحلے طے ہو بھی گئے تو سال میں چار بار بجلی اور پٹرول کے نرخ بڑھیں گے اور ہر ماہ خام مال کی قیمت میں کمی بیشی ہوگی اور نئے ٹیکس لگانے والوں کو خود بھی اندازہ نہیں کہ نئے ٹیکسوں سے قبل کتنے ٹیکس لگائے جا چکے ہیں اور سرمایہ کاری کرنے والا کارخانے کو تالا لگا کر واپس چلا جائے گا۔

اس ملک میں جہاں کی معیشت پر ماہرین معیشت کی بجائے آڈیٹرز، اکاؤنٹنٹ اور بینکرز کا کنٹرول ہو عوام اسی طرح بدحال ہوں گے۔ وہاں کی معیشت، صنعت وزراعت اسی طرح تباہ حال ہوگی جیسا کہ پاکستان کی ہے۔ بیرون ملک رہنے والے پاکستانیوں کی خواہش ہے کہ پاکستان میں بھی۔۔۔ ہر طرف امن وامان اور قانون کی حکمرانی ہو۔ پاکستان میں ایسی خوشحالی ہو کہ پاکستانی یہاں سے بھاگ کر دوسرے ممالک میں نوکریاں کرنے اور روٹی کمانے نہ جائیں۔ پاکستان کے حکمران دیانتداری اور نیک نیتی سے اس ملک کے نظام کو درست کریں۔ پاکستان کی افرادی قوت کو استعمال میں لایا جائے۔ اس سے بھرپور فائدہ اٹھایا جائے۔ اس ملک کی تعمیر اور سرحدوں کی حفاظت کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہاں بھی کارخانے تین تین شفٹوں میں باقاعدہ کام کریں۔ قیمتوں میں استحکام ہو، منافع خوری کا تناسب کم کیا جائے۔

پاکستان کو پاکستان بنایا جائے۔ ایک۔۔۔ باوقار ملک۔۔۔!!!

لاہور میں مہمان

تحریر: پرویز حمید

''جاپان میں اگرچہ میں اور میرا خاندان بہت پرسکون اور پرلطف زندگی بسر کر رہے ہیں۔ مگر جونہی پاکستان

سے کوئی ناخوشگوار خبر آتی ہے۔ ہمارا پورا خاندان پریشان ہو جاتا ہے اور ہم سب لوگ پاکستان کی سلامتی واستحکام کے لئے دعائیں کرنے میں مصروف ہو جاتے ہیں'' یہ بات ہمیں ہمایوں مغل نے کہی جو جاپان ٹیلی ویژن سے متعلق ہیں۔ وہاں ان کا اپنا کاروبار ہے۔ انہوں نے وہاں پاکستانی قالینوں اور دیگر مصنوعات کا ایک دلآویز شوروم بنایا ہوا ہے۔ ہمایوں مغل راولپنڈی کا رہنے والا ایک نوجوان ہے۔ 1985ء میں وہ اسلام آباد میں غیر ملکی زبانوں کے انسٹیٹیوٹ سے جاپانی زبان میں ڈپلومہ لے کر جاپان چلے گئے۔ وہاں ٹوکیو یونیورسٹی میں وہ جاپانی زبان کی اعلیٰ تعلیم کے لئے داخل ہوئے۔ اسی دوران ایک جاپانی خاتون سے ان کی دوستی ہوگئی جس کے والد یونیورسٹی میں ہی پروفیسر تھے۔ لڑکی نے اسلام قبول کرلیا اور ہمایوں مغل کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی۔ اب ان کے چار بیٹے اور ایک بیٹی پر مشتمل پانچ افراد کا گھرانہ جاپانی شہری ہونے کے باوجود مکمل طور پر پاکستانی ہے۔ ہمایوں مغل اپنے کاروبار کے ساتھ ٹیلی ویژن انٹرویوز کرتے ہیں اور جاپانی اخبارات میں پاکستان کے بارے میں کالم بھی لکھتے ہیں۔ گزشتہ دنوں جب جاپان ٹیلی ویژن، اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کو پاکستان میں ہونے والی اقتدار کی تبدیلی کا علم ہوا تو ان میں سے بہت سے اخبارات اور جرائد نے ہمایوں مغل سے رابطہ کیا کہ وہ پاکستان میں ہونے والی اس تبدیلی کے بارے میں فوری طور پر کچھ لکھ کر دیں۔ ہمایوں مغل نے جاپان کے کئی اخبارات میں پاکستان کی کہانی لکھی جس میں انہوں نے اپنی معلومات کے مطابق پاکستان کی تاریخ کا جائزہ لیا اور جاپانی عوام کو بتایا کہ پاکستان میں بدقسمتی سے جمہوریت کا تجربہ کامیاب نہیں ہو سکا۔ پاکستان کے عوام نے بار بار جمہوریت اور پارلیمانی طرز حکومت کو آزمایا ہے مگر پاکستان میں بدعنوان سیاستدانوں اور بیوروکریسی نے یہ تجربہ کامیاب نہیں ہونے دیا۔ ہمایوں مغل نے اپنے ان کالموں میں ڈرامائی انداز اختیار کیا جس میں انہوں نے قائداعظمؒ کی روح سے مکالمہ کر کے یہ ثابت کیا کہ انہوں نے ہمیں مملکت خداداد پاکستان میں جمہوری نظام سیاست کے لئے اتحاد، یقین اور تنظیم کے جو اصول دیئے تھے، ہمارے برسراقتدار طبقہ نے جب بھی ان اصولوں سے انحراف کیا انہیں ملک میں جمہوریت کی بساط لپیٹنا پڑی۔ ہمایوں مغل اپنے اہل وطن اور خاندان سے ملنے کے لئے 8 نومبر کو پاکستان آئے۔ اسلام آباد دو تین دن ٹھہرنے کے بعد وہ ایک دن کے لئے لاہور آئے تو ہماری ان سے بات چیت ہوئی۔ ہم نے ان سے پاکستان میں ہونے والی تبدیلی کے بارے میں جاپان میں مقیم پاکستانیوں اور جاپانیوں کے تاثرات کے بارے میں سوال کیا تو ہمایوں مغل بولے ''بیرون ملک مقیم پاکستانی'' ہر وقت وطن کے بارے میں بے شمار تفکرات اور خدشات کا شکار رہتے ہیں۔ پاکستان کے بارے میں سب سے

اچھی خبر ہمارے لئے یہی ہوتی ہے کہ پاکستان میں امن وامان ہے۔زندگی کی گاڑی ٹھیک انداز میں چل رہی ہے اور جب جاپان کے اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوتی ہیں کہ پاکستان آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے علاوہ دیگر کئی ممالک کا بھی بے حد زیادہ مقروض ہے اور اس کی معیشت دیوالیہ ہونے والی ہے۔اس پر ہم پاکستانی جاپانیوں کے سامنے بے حد شرمسار ہوتے ہیں اور ہم ان کے سامنے یہ وضاحت نہیں کر پاتے کہ اربوں ڈالر کے قرضے ہم نے کیا کئے؟ ان سے اپنی معیشت کو تعمیر کیوں نہیں کیا؟ ہم نے اپنی خفت مٹانے کے لئے ہمایوں مغل کو کہا کہ کرپشن تو جاپان میں بھی بہت ہے وہاں کے کئی وزیراعظم اور دیگر اعلیٰ عہدیداران اس الزام میں برطرف ہوئے ہیں۔اس پر ہمایوں مغل نے کہا''آپ نے ٹھیک کہا۔اگر یہ لوگ پکڑے نہ جاتے تو برطرف کیوں ہوتے،اور برطرف ہونے والے پر مقدمات چلے ہیں اور انہوں نے بدعنوانی کے ذریعہ خورد برد کی جانے والی رقوم کو قومی خزانہ میں جمع کرایا ہے،اور آپ ان کرپٹ سیاستدانوں کو دوبارہ سیاست یا اسمبلی میں موجود نہیں پاتے۔کیا آپ اس پر خوشی محسوس نہیں کرتے کہ آپ کی سیاست میں کرپشن کے الزامات والا سیاست دان نااہل قرار پاتا ہے۔جاپان کے لوگ اس بات پر خوش ہیں کہ وہاں وہ ایک ایسے معاشرے میں رہتے ہیں جہاں احتساب کا عمل بہت طاقتور ہے۔جاپانی معاشرے میں عدالت اور قانون۔کرپٹ سیاستدانوں سے زیادہ مضبوط ہے۔کیا آپ جاپانی عوام کو اس پر فخر کرنے کا موقع نہیں دیں گے؟ ہمایوں مغل کا یہ جواب ہمیں لاجواب کرنے کے لئے کافی تھا۔ہمایوں نے کہا کہ جاپان میں جمہوریت ہے۔مگر سیاست میں حصہ لینے والے لوگ بہت کم ہیں وہاں لوگ کام کرتے ہیں جو لوگ زیادہ کام کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے زیادہ کام کے مواقع موجود ہیں۔جو لوگ اپنے کاروبار کو وسعت دینا چاہیں ان کے لئے قرضے اور بینک کی طرف سے فنانس کی سہولت موجود ہ۔وہاں ٹیکس سب دیتے ہیں مگر حکومت کے عائد کردہ ٹیکس ایسے نہیں کہ کاروبار اور فیکٹریاں بند ہو جائیں۔بجلی کبھی بند نہیں ہوتی۔تاجر اور مینوفیکچررز پر کاروباری ٹیکس علیحدہ اور ان کے ذاتی اثاثوں اور آمدنی پر ٹیکس علیحدہ ہوتا ہے۔جاپان میں ٹیکس ادا نہ کرنا، چھپانا یا چوری کرنا، ایسا جرم ہے جو سارے معاشرے میں قابل نفرت ہے۔ہمایوں مغل نے کہا کہ جاپان میں لوگ شعوری طور پر قانون پسند اور امن وامان قائم رکھنے والے ہیں۔پرانی نسل اور نئی نسل کے درمیان وہاں کوئی ایسا تنازعہ نہیں ہے جس کے لئے سوسائٹی میں مزاحمت یا اختلافات کا بہت زیادہ پھیلاؤ ہو۔مجموعی طور پر جاپانی آپس میں مل جل کر اور اتفاق سے رہنے کے عادی ہیں۔''ہمایوں مغل صاحب جاپان کے دانشور، اخبار نویس، سیاست دان اور عام لوگ جن سے آپ ملتے رہتے ہیں، اور جاپانی زبان میں ان سے بات

چیت کرتے ہیں وہ کیا سوچتے ہیں اور کس قسم کی باتیں کرتے ہیں؟'' ''آپ حیران ہوں گے کہ قائداعظمؒ کے بارے میں ہر پڑھا لکھا جاپانی کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہے اور علامہ اقبالؒ کے بارے میں بھی جاپان کے صاحب علم حضرات بہت کچھ جانتے ہیں۔ کیونکہ ان دونوں کے بارے میں جاپانی زبان میں کافی لٹریچر موجود ہے۔ جاپانی اس بات پر حیران ہیں کہ ایسے بڑے بڑے سیاسی اور فکری رہنماؤں کی عملی قیادت اور ان کی روایات وافکار کی موجودگی میں بھی پاکستانی قوم اس قدر راہ گم گشتہ کیوں ہے؟ اور جاپانی اس بات پر بہت حیران ہوتے ہیں کہ ہمارے ہاں شرح تعلیم صرف پندرہ بیس فیصد ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کرپشن کا ہونا فکرمندی کی بات نہیں ہے۔ پاکستانیوں کو اس بات پر فکرمند ہونا چاہئے کہ ان کے ہاں کرپشن کو پکڑنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اور جب تک پاکستان کے لوگ تعلیم کو عام نہیں کریں گے، قانون اور عدالت کے اداروں کو سب سے زیادہ مضبوط نہیں بنائیں گے۔ اس وقت تک یہ سارے مسائل ختم نہیں ہو سکتے۔'' ہمایوں مغل ایک نوجوان، دانشور اور بزنس مین ہیں وہ ہم میں ہی سے ہے، مگر اب وہ جاپان کے ایک معزز شہری کی حیثیت سے ہمیں وہ باتیں کہہ رہے ہیں جو کہ دنیا کے اس وقت سب سے زیادہ ترقی یافتہ اور محنتی قوم کا مسلک ہے وہ قوم جس کے افراد دنیا کے پہلے ایٹم بم کے زخم خوردہ بھی ہیں۔ اس کے باوجود ان کا ملک دنیا کے بڑے صنعتی ممالک کے لئے ایک چیلنج ہے۔

بشکریہ روزنامہ نوائے وقت

ہم تو ہیں پردیس میں

ہمایوں مغل

پاکستانی ہم وطنو......! دنیا میں جہاں جہاں بھی ہو خوش رہو۔ آباد رہو۔ خوب محنت کرو، پھلو پھولو، صدا بہاریں دیکھو۔ جاپان میں مقیم آپ کے ایک ہم وطن کا سلام آپ کو قبول ہو کہ:

ہم تو ہیں پردیس میں

دیس میں نکلا ہوگا چاند

اپنے دیس، اپنے وطن اپنے ملک کی سب سے زیادہ قدر انہیں ہوتی ہے جو وطن سے دور بیٹھے ہوئے ہیں جیسے کہ میں ۔ برس ہا برس سے جاپان میں مقیم ہوں ۔ جاپانی زبان بولتے ہوئے اور جاپان میں رہتے ہوئیں عرصہ ہوگیا ہے یہاں جب بھی آسمان پر چاند نظر آتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے گویا آسمان کی وسعتوں میں میرے پیارے پاکستان کا جھنڈا گڑا ہوا ہے اور تہہ دل سے یہ خواہش ہوتی ہے کہ ارض وطن کا یہ نشاں ہمیشہ سر بلندر ہے اور وطن کی یاد دل کیا پورے جسم میں لہریں لینے لگتی ہے۔

جاپان کے اخبارات یا ٹیلی ویژن پر جب بھی پاکستان کے بارے میں کوئی خبر آتی ہے تو میرے بچے اور جاپانی بیوی اسے بڑے غور سے سنتے ہیں اور بعد میں اس خبر کے بارے میں مجھ سے باتیں کرتے ہیں ۔ سیاسی یا معاشی جو بھی مسئلہ ہو مجھ سے سمجھتے ہیں اور اس پر تفصیلی بحث کرتے ہیں ۔ یعنی ہمارا چھوٹا سا گھرانہ پاکستان کی پارلیمینٹ بن جاتا ہے اور میں انہیں اپنے علم کی حد تک سب کچھ بتاتا ہوں ۔ ایک ایک تفصیل اور میرے بیوی بچے اگلی بحث تک یہ سب کچھ یاد رکھتے ہیں ۔ 13 اکتوبر کو جب پاکستان میں حکومت کی تبدیلی کے بارے میں خبر پھیلی تو حسب معمول میرے بیوی بچوں نے بھی اس خبر کو سنا انہوں نے اسے پاکستانی ''پاپا'' کے سامنے رکھا کہ یہ سب کیا معاملہ ہے ۔ ایسا کیوں ہوا کیسے ہوا...... اور آئندہ کیا ہوگا...... اور اس بحث میں انہیں یہ بتانا کہ پاکستان 1947ء میں کیوں بنا تھا ۔ ہمارے لیڈر کون تھے اور برصغیر ہندوستان میں مسلمان کتنا عرصہ حکمران رہے ۔ ہندو، سکھ، عیسائی اور دیگر اقوام کے عقائد کیا ہیں ۔ مسلمانوں کے اقتدار کے زمانے میں ان اقوام کا کیا رویہ تھا اور جب برصغیر میں مسلمانوں کا زوال ہوا تو پھر انگریز یہاں کیئے آئے ۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو جاننے کے لئے جاپان میں لٹریچر بہت کم ہے اور جو ہے بھی وہ بہت مختلف ہے ۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے بارے میں جاپانی زبان میں مختصراً تحریریں موجود ہیں ۔ اسی طرح علامہ اقبالؒ کے بارے میں بھی بہت مختصر تحریریں موجود ہیں مگر میں اپنے بیوی بچوں اور ملنے والے، سوال کرنے والے جاپانیوں کو اس سلسلہ میں تفصیلاً بتاتا رہتا ہوں اور بہت سے جاپانی اخبارات، رسائل اور ٹیلی ویژن پر اس سلسلہ میں میرے مضامین چھپتے اور گفتگو نشر ہوتی رہتی ہے ۔ اس میں میری سہولت کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جاپانی زبان بولنے اور لکھنے میں مجھے اچھی خاصی مہارت ہے ۔

ویسے تو میں 1985ء میں جاپان آیا تھا اور اس کے بعد تقریباً ہر سال پاکستان آتا جاتا رہتا ہوں ۔ پاکستان

سے ایک طالب علم کی حیثیت سے یہاں آیا تھا، یہاں آ کر جاپانی زبان سیکھنے کے بعد میرے پاس یہ امکانات تھے کہ یہاں کوئی نوکری کروں یا کاروبار...... جاپان کے معاشرے میں کاروبار کرنا بہت آسان ہے چنانچہ میں نے یہاں کاروبار شروع کر دیا۔ پاکستان اور اس علاقہ کے دیگر ممالک سے قالین اور دیگر دست کاری کے نمونہ بیچنے کے لئے میں نے یہاں ایک شاندار شوروم بنا رکھا ہے۔شادی کیسے ہوئی۔میری خوش قسمتی ہے جاپان کے ایک اچھے گھرانے نے مجھے داماد کے طور پر پسند کرلیا اور میری بیوی یہاں میری ترقی اور خوشحال کا بڑا سبب بن گئی۔جس کے لئے میں اس کی محبتوں کا ہمیشہ ممنون و اسیر ہوں۔اس سال اپریل 1999ء میں چار بچوں اور بیوی کو لے کر میں پاکستان آیا۔راولپنڈی شہر میں میرے والدین اور بہن بھائی رہتے ہیں وہاں سے ہوکر میں لاہور آیا۔میرے بیوی بچوں کو پاکستان کی سیر وتفریح بہت پسند آئی۔ پاکستان کے تاریخی وتہذیبی ورثہ نے بچوں کو بہت متاثر کیا اور لاہور شہر تو انہیں بہت ہی پسند آیا۔خاص طور پر مغلیہ عہد کی تعمیرات کو ان کے لئے عجائبات اور بہت ہی اہم حیثیت رکھتی ہیں۔کیونکہ اتفاق سے میں بھی مغل خاندان سے تعلق رکھتا ہوں اسلئے ہم سب بھی مغل کہلاتے ہیں۔بچوں کو جاپان کے سکول میں فیملی نام مغل سے پکارا جاتا ہے۔جاپان کے سکولوں میں جاپان اور دنیا (خصوصاً ایشیاء کی تاریخ) میں مغل پیریڈ بھی شامل ہے اور سکول کے بچے اور میرے بچوں کے دوست بہت دلچسپی سے مغلیہ دور حکومت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ بچے مجھ سے بھی پوچھا کرتے تھے جواباً میں ان کو پاکستان کی سیر کروا کر لے گیا اور مغلیہ عہد کے آثار انہیں خوب دکھائے۔ نیز مغلیہ عہد کی عمارات میں ان کی تصاویر اور ویڈیو فلم بنائی جو انہوں نے جاپان جا کر اپنے دوستوں کو دکھائیں۔

ان بچوں کو میں نے پاکستان، برصغیر اور مغلیہ دور کی پرانی تاریخ کے بارے میں تو بہت تفصیل سے بتایا لیکن پاکستانی سیاست کے بارے میں زیادہ تفصیل سے ذکر نہیں کیا تھا۔

لیکن اس بار جو واقعہ پاکستان میں پیش آیا یہ سیاسی تھا اور جاپان میں سکول کے چھوٹے بچوں کو بھی ملکی اور دنیا کی سیاست کے بارے میں بتایا جاتا ہے۔اس طرح میرے بچوں کا ذہن بھی سیاسی ہوتا جا رہا ہے وہ عالمی سیاست کے بارے میں بحث کرتے ہیں۔ پاکستان ایک جمہوری ملک ہے اور جاپان میں بھی جمہوریت ہے۔ دونوں ممالک کی جمہوریت میں کیا فرق ہے۔ پاکستانی سیاست دانوں اور جاپانی سیاست دانوں میں کیا فرق ہے؟ اس قسم کے سوال آج میرے بیوی بچے ہی نہیں بلکہ ہر جاننے والا جاپانی جہاں بھی ملتا ہے ضرور پوچھتا ہے۔تو میں نے یہاں کے کئی مقبول عام

اخبارات اور رسائل میں کئی کالم جاپانی زبان میں لکھے، ٹیلی ویژن پر سیاسی حالات کے تجزیہ کو پیش کیا اور آج کے پاکستان کو جیسے دیکھا تھا اور یہاں جو کچھ بھی ہو رہا تھا اس کے بارے میں نہ صرف سب لوگوں کو بتایا بلکہ لکھا بھی۔ پاکستان کے اس وقت موجودہ حالات کے بارے میں جب میں نے اپنے خیالات اور نظریہ کا اظہار بیوی بچوں سے کیا تو میرے بچے پاکستان پر عالمی اداروں کے بھاری قرضوں کے بارے میں بڑے فکرمند ہوئے اور انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ ''پاپا، جاپان میں بیٹھ کر تم پاکستان کی کیا مدد کر سکتے ہو؟ اس پر میں نے انہیں کہا کہ میں تو ایک محنت کرنے والا پاکستانی ہوں اور ایسا دولت مند بھی نہیں ہوں کہ پاکستان کا سارا قرضہ ادا کرنے میں پاکستان کی کچھ مدد کر سکوں، لیکن ایک کام میں جاپان میں بیٹھ کر بھی کر سکتا ہوں اور یہ کام مالی مدد سے بہت زیادہ بہتر اور کارآمد ہو سکتا ہے...... بچوں اور میری بیوی کا اشتیاق بڑھا اور انہوں نے مجھ سے دریافت کیا وہ کیسے......؟ اس پر میں نے انہیں بتایا کہ میں ایک پاکستانی ہوں اور جاپان میں خوشحال زندگی بسر کرتے ہوئے بھی اپنے وطن کی مشکلات اور اہل وطن کے مسائل سے لاپروا نہیں ہوں۔ اگر میں دور بیٹھا اپنے نظریات اور خیالات کو قلم و قرطاس کے ذریعہ اپنے پاکستانی بھائیوں کو بہتر پاکستانی ذہن بنانے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کر سکتا ہوں۔ بیوی اور بچوں کو جب میں نے نظریہ پاکستان اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے خیالات کے بارے میں بتایا تو انہیں یہ بات بہت پسند آئی اور جاپان کے نظریات سے موازنہ کرتے ہوئے میں نے یہ سارے مراحل بہت آسان لفظوں میں انہیں سمجھائے تو وہ واقعی قائل ہو گئے کہ یہ طریقہ موثر ثابت ہو سکتا ہے۔ میری کوشش یہ ہے کہ اپنی اس تحریر کے ذریعہ پاکستانی عوام کو بھی بچوں کی طرح اگر آسان اور صاف زبان اور الفاظ میں یہاں کے مسائل سمجھائے جائیں تو شاید یہ پاکستان کے حق میں ایک بہتر بات ہو گی۔ یہاں ایک جاپانی اخبار والوں نے پاکستان کے بارے میں مجھے انٹرویو دینے کے لئے کہا۔ انہوں نے جب سوالات شروع کئے تو میں نے ان سے سوال کیا کہ آپ پاکستان کے موضوع پر شاخوں اور پتوں کے بارے میں بات کرنا چاہتے ہیں یا ہم جڑ سے بات شروع کریں۔ اس پر اخبار والوں نے کہا کہ پتوں اور شاخوں کے بارے میں تو آج کل سب جگہ چھپ رہا ہے۔ آپ ہمیں جڑ سے بات بتانا شروع کریں تو بات شروع ہوتی ہے۔ پاکستان کی جڑ اور بنیاد سے۔

جاپان کو بھی پاکستان کی طرح اپنی آزادی کے باون ترپن سال ہوئے جاپان اور پاکستان کے حالات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ پاکستان ...... جاپان کی نسبت ......بہتر حالات اور بہتر جغرافیائی صورتحال میں ہے۔ دونوں

ممالک کے قدرتی وجغرفیائی حالات کا اگر مطالعہ کیا جائے تو دونوں میں بے پناہ فرق ہے۔ پاکستان میں وسیع اور بے کنار زرخیز زمینیں اور میدان ہیں۔ جہاں صدیوں سے غلہ پیدا ہوتا ہے بے حد میٹھے اور دلکش پھل پیدا ہوتے ہیں۔ آپ سارے ملک میں گھوم پھر سکتے ہیں۔ وسیع میدانوں اور ہموار زمین کے ساتھ ساتھ دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے ہیں جہاں قدرت نے بے پناہ معدنیات کی دولت ہمارے لئے رکھی ہے۔ یہاں سونے اور چاندی کے رنگ کے دریا ہیں جو سارا سال بہتے ہیں۔ جو زمینوں کو سیراب کرنے کے ساتھ ساتھ موسم کو خوشگوار بناتے ہیں۔ پہاڑی جنگلات ہیں جو ملکی دولت میں اضافہ کرتے ہیں۔ خوبصورت، قدآور اور صحت مند انسان ہیں۔ جو جہاں بھی ہوں اپنی ذہانت، فطانت اور معاملہ فہمی سے نمایاں حیثیت اختیار کر سکتے ہیں۔ قدرت نے ایسے خوبصورت انسان اور ایسے دیدہ زیب قطعات ارضی۔ دنیا میں بہت کم ملکوں کو دیئے ہیں اور پھر ہمارے ملک پاکستان میں دنیا کا سب سے بڑا نہری سلسلہ ہے جس کی مثال پوری دنیا میں کہیں نہیں ہے۔ انسان صحت منداور مضبوط، زمین زرخیز اور قدرتی دولت سے مالا مال۔ ماضی ایسا شاندار کہ تاریخ اس پر فخر کرے تو پھر ہمارا حال ایسا خراب کیوں ہے؟ اس کے مقابلہ میں اگر ہم جاپان کو دیکھیں......تو وسیع اور گہرے سمندر میں چند ٹیڑھے میڑھے جزیرے ہیں۔ جہاں کے موسموں پر انسانوں میں بیزاری پھیل جاتی ہے۔ سمندری آب وہوا۔ ہمہ وقت اس ملک کے حالات کا رخ موڑتی رہتی ہے۔ پتھریلی زمین ہے جس پر سرسبز وشاداب خطے بہت ہی کم ہیں۔ یہ زمین زلزلوں پر چھت کی طرح کھڑی ہے۔ معدنیات بہت کم ہیں۔ کھانے پینے کی بیشتر اشیاء بیرون ممالک سے منگوانی پڑتی ہیں۔ نہروں کا یہاں کام نہیں۔ دریا دو ایک جو ہیں ان سے یہاں اس طرح فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا جس طرح پاکستان اور دیگر ممالک میں اٹھایا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آزاد ہونے کے باوجود جاپان آزاد نہیں ہے۔ عالمی طاقتوں کی بے شمار پابندیوں کا پابند ہے......مگر پاکستان تو آزاد ہے......

اگر مملکت پاکستان کو ایک پھل دار درخت کی مثال سمجھا جائے تو ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس درخت کا پھل میٹھا اور مزیدار نہیں ہے اس کا تنا ٹہنیاں اور پتے کسی صحت منداور مضبوط درخت جیسے نہیں ہیں یوں لگتا ہے گویا اس کی نشوونما یا اس کی پرواخت میں کوئی کمی رہ گئی ہے یا اس کی جڑ میں کوئی نقص ہے۔ بنیاد میں کوئی بیماری ہے کہ اس درخت کا سایہ ایسا گھنا اور شگفتہ نہیں ہے اور اس کا پھل پر ذائقہ اور خوشبودار نہیں ہے جبکہ جاپان ...... کے درخت پر ایسا مزیدار اور خوشبودار پھل لگتا ہے جس چیز پر میڈ ان جاپان لکھا ہو لوگ اسے آنکھ بند کر کے خرید لیتے ہیں اور کبھی شکایت نہیں کرتے۔

تو ہم پاکستان کی جڑ سے بھی پہلے بیج کو بھی دیکھ لیتے ہیں کہ اس کی اہمیت جڑ سے زیادہ ہے۔ پاکستان جس بیج سے باہر نکلا ہے وہ ہے اسلام...... دین فطرت، اس میں تو کوئی خرابی نہیں ہوسکتی، کیونکہ اسلام کی بنیاد قرآن مجید ہے جو اللہ کی آخری کتاب ہے۔ اس میں ہم کو ہر طرح کا سبق دیا گیا ہے جس کو اگر ایک فقرہ میں ادا کرنا ہوتو وہ یہ ہے کہ ''مسلمان جس معاشرے میں رہتا ہے ہر ایک سے انصاف کرتا ہے۔ اپنی ذات سے لے کر ایک بے زبان جانور تک سے انصاف کرتا ہے۔'' اس سے ثابت ہوا کہ ہمارے نظریات وخیالات کا بیج بھی درست تھا کیونکہ اس کی بنیاد ایک آفاقی حقیقت پر ہے۔ آخر خرابی کہاں ہے؟ اگر اچھی طرح چھان پھٹک کر دیکھا جائے تو درست بات سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ میں نے اپنے بچوں کو کئی بار یہ بتایا کہ ہم لوگ مغلیہ خاندان، جو کہ کئی قبائل پر مشتمل تھا۔ اس کی بہت سی شاخوں میں سے ایک شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بات چونکہ پاکستان اور انڈیا کی ہے تو یہ مغلیہ خاندان اس سے بھی زیادہ پرانی کہانی ہے۔ آج سے تقریباً پانچ سو برس قبل مغل بھارت میں آئے انہوں نے ہندوستان میں اپنی حکومت قائم کی اور ایک وقت ایسا آیا کہ آج کا پورا افغانستان، برما اور بنگال سے لے کر کراچی، بلوچستان راس کماری تک مغلیہ حکومت قائم تھی۔ چار سو سال سے زیادہ عرصہ مغلیہ دور حکومت تھا اس عہد کی تاریخ موجود ہے۔ پڑھ کر تفصیلی حالات معلوم کئے جاسکتے ہیں مگر جو بات اس تاریخ سے میں نے اخذ کی ہے وہ یہ کہ اس دور میں مذہبی اور نسلی تعصّبات نہیں تھے، فارسی بولنے والے اور ترکی زبان بولنے والے مغلوں نے ہندوستان میں جہاں اکثریت ہندو اور دیگر مذاہب کے ماننے والوں کی تھی وہاں مسلمانوں کی ایسی حکومت قائم کی جس کی بنیاد۔ مذہب پر نہیں بلکہ انصاف پر تھی۔ پورے ہندوستان میں جس کو انصاف نہیں ملتا تھا وہ مغل بادشاہ کے دربار میں آکر انصاف کی زنجیر ہلا دیتا تھا۔ رات ہو یا دن...... بادشاہ اسی وقت فریادی کی بات سنتا تھا اور اس پر فوری احکامات جاری ہوتے، مکمل تحقیقات کی جاتی۔ مسلمان بادشاہ...... کسی مذہب یا کالے گورے کی تمیز کے بغیر فریادی کو انصاف مہیا کرتا۔ خواہ اس کے لئے اسے اپنی ملکہ کو بھی سزا دینا پڑتی دے دیتا۔ اس وقت کوئی سیاست نہیں تھی۔ فرقہ بازی نہیں تھی۔ میں نے اپنے دادا اور دادی سے سنا ہے کہ مسلمان، ہندو، سکھ، عیسائی سب ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں برابر شریک ہوتے۔ رسم ورواج میں شرکت کی اس انصاف پسندی نے عوام کو ایک دوسرے کے ساتھ بہت گہرے رشتوں میں باندھ دیا تھا۔

میرے دادا، حکیم تھے۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جب کسی مریض کو دیکھتے تو کبھی یہ نہ سوچتے کہ وہ

مسلمان، ہندو، سکھ یا کسی اور مذہب سے تعلق رکھتا ہے۔ وہ مریض کا پوری محبت وتوجہ سے معائنہ کرتے، اسے دوا بھی دیتے اور اس کے لئے دعا بھیکرتے کہ اللہ تعالیٰ اسے شفا عطا فرمائے۔ اگر مریض کے بارے میں انہیں یہ بھی معلوم ہو جاتا کہ وہ غریب آدمی ہے تو وہ اس کو کھانا بھی کھلاتے اور زادراہ کے لئے کچھ نقد بھی دے دیتے۔ بچپن میں راولپنڈی شہر میں دادا جی جب بہت ضعیف ہو چکے تھے مگران کا معمول وہی تھا۔ مطب پر جانا......لوگوں کا مفت علاج کرنا، میں بہت چھوٹا تھا وہ مجھے پیار سے گود میں بٹھائے رکھتے اور کبھی کبھار مجھے پیسے دیتے کے جاؤ کلفی یا ٹافی وغیرہ لے کر کھاؤ، میرے دادا جی کا رویہ ہی اس دور کے بالغ نظر اور بزرگ افراد کا رویہ تھا۔

مغلیہ دور میں ہی انگریز تاجروں کی حیثیت سے ہندوستان میں آئے۔ انہوں نے کسی نہ کسی طرح مغل حکومت سے کچھ مراعات حاصل کر کے یہاں اپنا تجارتی مرکز قائم کیا اور آہستہ آہستہ مغل حکومت اور بھارت کے مقامی حکمران کمزور ہوتے چلے گئے اور انگریز مضبوط ہوتے چلے گئے۔ انگریزوں نے پورے برصغیر پر آہستہ آہستہ اپنی حکومت قائم کر لی مگر یہ سب کچھ ایک دم نہیں ہوا۔ برصغیر کے کچھ حصوں پر انگریز کی حکومت دوسو برس رہی، مگر پنجاب پر یہ حکومت تقریباً نوے سال رہی......انگریزوں نے برصغیر ہندوستان میں حکومت کرتے ہوئے نہ صرف ہندو مسلم آبادیوں کے درمیان شدید قسم کی نفرت اور دشمنی پیدا کر دی بلکہ اپنی طرف سے ہندو اور مسلمانوں کے درمیان سرکاری مراعات اور انصاف کی تقسیم ایسی متعصّبانہ کر دی کہ دونوں طرف لوگ ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوگئے۔ انگریزوں اور ہندو اکثریت کے تعصّبات نے مسلمانوں کو مجبور کر دیا کہ وہ برصغیر ہندوستان میں مسلم اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں کی حکومت قائم کرنے کے لئے ایک نئے ملک کے قیام کی جدوجہد کریں......اور مسلمانوں نے اپنی ایک سیاسی جماعت مسلم لیگ کے پرچم تلے اس جدوجہد کا آغاز کیا۔ برصغیر کے ایک نامور قانون دان محمد علی جناحؒ مسلمانوں کے قائداعظم اور مسلم لیگ کے صدر تھے۔ ان کی دیانت داری اور راست گوئی کا ایک زمانہ مداح تھا۔ وہ ہر طرح کے تکلفات سے آزاد ہو کر سچ بولتے اور جو کہتے اس پر قائم رہتے۔ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے آزادی اور ایک علیحدہ آزاد وخودمختار وطن کی جدوجہد کے دوران ہمیشہ اپنی ذاتی محنت ومشقت سے کمایا ہوا پیسہ استعمال کیا۔ انہوں نے سیاسی جماعت مسلم لیگ کا فنڈ یا مسلمانوں کی طرف سے جمع کیا گیا چندہ کا روپیہ کبھی اپنی ذات پر استعمال نہیں کیا۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبالؒ...... برصغیر کے ایک بہت بڑے مفکر، فلاسفر اور صاحب نظر۔ صوفی تھے۔ انہوں نے اپنی

روح پرور شاعری اور فلسفیانہ نثر کے ذریعہ مسلمان قوم کو ایک عالم گیر جذبہ آزادی سے آگاہ کیا۔ انہوں نے مسلمانوں کے لئے آزادی اور ایک آزاد مملکت کا خواب دیکھا جسے اس عہد کے عظیم سیاسی رہنما اور ہندوستان کے مسلمانوں کے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے 14 اگست 1947ء کو عملی جامہ پہنا دیا۔ قائداعظمؒ اگرچہ امت مسلمہ کے بے بدل قائد تھے مگر وہ جمہوری روایت اور مزاج رکھنے والے لیڈر تھے۔ انہوں نے جو کام بھی کیا مسلم لیگ کی ایگزیکٹو کمیٹی یا جنرل کونسل کے اجلاس میں ملنے والی منظوری سے کیا۔ وہ ہمیشہ جمہوری اقدار کو فروغ دینے کے لئے سرگرم رہے۔ قیام پاکستان کے بعد انہوں نے آئین ساز اسمبلی کے پہلے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ: ''آج سے پاکستان میں ہر مذہب اور قوم سے تعلق رکھنے والے افراد کو آزادی ہے۔ ہر پاکستانی مساوی حیثیت کا شہری ہے اور اسے اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ درپیش نہ ہوگی۔

پاکستان بنانے کے بنیادی مقاصد یہ تھے کہ مسلمان آزادی سے اپنے معاشرتی فرائض ادا کرسکیں۔ اپنے عقائد کے مطابق آزادانہ فرائض ادا کریں وہ اپنی تجارت اور کاروبار میں آزاد ہوں۔ مملکت خداداد میں اسلام کے بنیادی اصول ''انصاف......سب کے لئے، اور ہر ایک کے لئے۔'' پر عمل کریں گے۔ اس طرح نئی قائم ہونے والی یہ مملکت دنیا بھر کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے لئے ایک مثالی حیثیت رکھے گی۔ جہاں ریاست ہر فرد کے حقوق کی نگہبان ہوگی۔ یہاں کا ہر شخص اپنی ذات سے بالا ہو کر دوسروں کے حقوق و مفادات کے بارے میں غور کرے گا اور جب پاکستان کے تمام شہری انہی خطوط پر سوچیں گے تو ان میں کمال یک جہتی اور اتفاق رائے پیدا ہوگا جو ساری دنیا کے مسلمانوں کو متحد و متفق کرنے کی بنیاد بنے گا۔

پاکستان کے بارے میں خواب دیکھنے والے اور اسے قائم کرنے والے تو نہ جانے کیا کچھ سوچ رہے تھے اور وہ یہ توقعات کررہے تھے کہ پاکستان کی حکومت اور عوام دنیا کی رہنمائی کریں گے جیسا کہ علامہ اقبالؒ نے کہا:

سبق پڑھ پھر صداقت کا شجاعت کا
لیا جائے گا کام تجھ سے دنیا کی امامت کا

پاکستان دنیا کو ایک اعلیٰ درجہ کی قیادت تب ہی فراہم کرسکتا ہے اگر اس کے پاس اسلام کے سنہری اصولوں پر عمل، یقین، اتحاد اور تنظیم کا منشور ہوتا، سارا عالم اسلام پاکستان کو اسلام کا قلعہ قرار دے کر ایک زبردست اور مضبوط

بلاک بن جاتا۔ مگر افسوس یہ نہیں ہوا۔ ہم مسلمان جس ہادیء برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل ایمان رکھتے ہیں...... ان کی ذات والا صفات یہ تھی کہ مکہ کے تمام کفار آنحضرتؐ کے بارے میں متفقہ طور پر کہتے تھے کہ آپ جناب امین ہیں، صدیق ہیں، آپ امانت اور دیانت کا مجسمہ ہیں۔ آپ نے جب مکہ معظّمہ کے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر کفار مکہ کو کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو کہوں کہ پہاڑ کی دوسری سمت ایک دشمن کا لشکر ہے جو تم کو تباہ کرنا چاہتا ہے تو تم یقین کرلو گے...... ؟ اس پر قریش کے تمام سرداروں اور دیگر افراد نے بیک آواز کہا: ''ہاں...... ہم یقین کرلیں گے...... کیونکہ تم ہمیشہ سچ بولنے والے اور غلط گفتگو سے پرہیز کرنے والے ہو...... ہم آپ پر پورا یقین رکھتے ہیں۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ آپ کفار کے ہجوم میں، جھوٹ بولنے اور دوسروں کا حق مارنے والوں کی بستی میں غلاموں پر ظلم کرنے والوں کے قبائل میں لوگوں کی امانتیں کھا جانے والوں کے درمیان ...... ایک ایسے امین امانت رکھنے والے اور ایسے صدیق یعنی سچ بولنے والے تھے کہ جن پر کفار مکہ کو بھی مکمل اعتماد تھا۔ مسلمان کی حیثیت سے ہمارا خمیر تو حضور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اسوۂ حسنہ ہے مگر پھر ہمیں کیا ہوا...... ؟ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے تو لندن میں لنکنز ان میں داخلہ صرف اس لئے لیا تھا کہ اس کے دروازے پر دنیا کے پہلے قانون سازوں میں رسول اکرمؐ کا نام سب سے اوپر تھا اور قائداعظمؒ نے ہمارے بیج اور خمیر کی عظمت کا یہیں سے اندازہ کیا تھا اور پاکستان کا نعرہ بلند کیا۔ ...... پاکستان ...... ہر شخص نے ان کا ساتھ دیا کہ آؤ...... ہم سب مل کر پاکستان بنائیں۔ یعنی پاک وصاف، نیک اور خوش اطوار لوگوں کا وطن ...... جہاں رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے اور ان کا اتباع کرنے والوں کی غالب اکثریت ہوگی۔ یہ پاک لوگوں کی پاک سرزمین ہوگی۔ پاکستان کے قومی ترانے کی پہلی سطر...... پہلی لائن بھی ''پاک سرزمین، شاد باد'' لکھا ہوا ہے۔

میں نے سوچا...... کہ آؤ علامہ اقبالؒ سے مشورہ کریں ان کے خواب کو سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان کے دل میں کیا خواہش تھی؟ ان کے خطبہ الہ آباد اور قائداعظمؒ کے نام خطوط سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ زمین انگریز اور ہندو کی بے انصافیوں، خودغرضیوں، لالچ اور بے ایمانیوں سے ناپاک ہوگئی ہے۔ اس کو پاک کرنے کا طریق اب یہی ہے کہ یہاں مسلمان، رہیں اپنے کلچر اور ثقافت کو آزادی سے اپنائیں، نمازیں پڑھ کر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس زمین کو پاک بنائیں۔

علامہ اقبالؒ کا پاکستان

علامہ اقبالؒ......کا تصور پاکستان سمجھنے کی کوشش کریں تو وہ صرف یہی چار پانچ صوبوں کے پاکستان کی بات نہیں کرتے وہ تو ان صوبوں اوراس پاکستان سے ابتدا کرنا چاہتے تھے وہ تو کہتے ہیں کہ دنیا کا ہر ملک میرا ملک ہے کیونکہ خدا کی ریاست اورخدا کی زمین پر جو بھی ملک ہے وہ اللہ کے بندوں کا ملک ہے۔

؎ ہر ملک ما است کہ ملک خدائے ما ست

علامہ اقبالؒ نے پاکستان کا خواب دیکھ کراس کی بات ضرور کی تھی مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ بس پاکستان کے بعد کوئی اور پاکستان نہیں ہے یا مسلمانوں کی حدود مملکت یہاں پر ہی ختم ہو جاتی ہیں۔علامہ اقبال تو کہتے ہیں تم مسلمان ہو اور یہ سارا جہاں تمہاری ملکیت ہے۔وہ زمین کے اس اقتدار کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو خلائی سائنس میں کمال حاصل کرنے کا مشورہ بھی دیتے رہے مگر افسوس کہ ہمارے مسلمان بھائیوں سے صرف ایک پاکستان ہی سنبھالا نہیں گیا۔اس کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے اوراب باقی ماندہ پاکستان بھی مسلمانوں پر ہر ایک بوجھ بنا ہوا ہے۔

علامہ اقبال کی سوچ کو اگر ہر پاکستانی اپنی سوچ بنا لے یا علامہ کا مطلب سمجھ لے تو یقیناً وہ پوری دنیا کو پاکستان کا نام دینے کے لئے کمر باندھ لے گا۔مگراس کے لئے سوچ کا دائرہ وسیع کرنا اوراپنے قلب وذہن میں وسعت پیدا کرنا ہو گی۔مگراس کے لئے اپنی ذاتی گزر اوقات،مہینہ بھر کا خرچہ اوراپنا ذاتی مکان بنانے کی فکر سے زیادہ وسعت کی ضرورت ہو گی ان تمام ذاتی ضروریات سے بلند ہو کر اور خود غرضی کی اس سوچ کا نتیجہ ہم گزشتہ 54 برسوں سے دیکھ رہے ہیں۔ مسلسل الٹ پلٹ،الٹ پلٹ اورایک بے فائدہ مشق۔ ہر آنے والا جانے والے کے بارے میں ایک ہی بات کہتا ہے اور پھران جانے والوں میں سے ہی اپنے ساتھی چن کر وہی کام شروع ہو جاتا ہے۔

پاکستان کے حالات اور بگڑتی ہوئی صورتحال دیکھ کر ہم لوگ جو پردیس میں رہتے ہیں کڑھتے ہیں۔وہاں دیگر غیر ملکیوں کے سامنے شرمندہ ہوتے ہیں۔ بھارت کے لوگ ہمارے ساتھ تضحیک سے پیش آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تمہارے لیڈر تو بہت دعوے کرتے تھے تم لوگوں سے چار صوبوں کا ایک چھوٹا سا ملک نہیں سنبھالا جاتا۔ہمارے ملک کو دیکھو اٹھارہ صوبے ہیں اور کئی صوبے تمہارے ملک سے بڑے ہیں۔آبادی میں بھی اور رقبہ میں بھی......اور بیرونی ممالک کے بینکوں میں پاکستانیوں کی ناجائز کمائی کے اربوں ڈالر پڑے ہیں۔

بیرونی ممالک میں پاکستانیوں کی املاک کا بتاتے ہیں کہ لندن،امریکہ،سوئٹزرلینڈ،سنگاپور،ملائیشیا اورکوریا میں

پاکستانیوں کے اربوں روپے کے کاروبار ہیں۔ وہ طنزاً ہمیں کہتے ہیں کہ آپ کے بھائی بندخود کو پاکستان سے اپنی انڈسٹری اٹھا کر دوسرے ممالک میں جا رہے ہیں مگر غیر ملکیوں کو پاکستان میں سرمایہ کاری کی دعوت کیوں دیتے ہو۔ بھارتیوں کا لہجہ بڑا زہریلا ہوتا ہے جبکہ دوسرے غیر ملکی چونکہ ہماری سیاست، تہذیب اور ثقافت سے ناآشنا ہیں اس لئے وہ صرف ہمدردی کرتے ہیں مگر ہم سب پاکستانی، پاکستان کا نام سنتے ہی آنکھوں میں آنسو بھر کر اللہ کے حضور کھڑے ہو جاتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ......ہم سب نادان ہیں۔ہمیں عقل اور شعور دے کہ ہم تیری نعمت پاکستان کی قدر کرسکیں۔اس کی حفاظت کرنے کے قابل ہوسکیں۔

جاپان میں بھی پاکستانیوں کی ایسوسی ایشن ہے ہم سب باہم ملتے ہیں تو کوشش کرتے ہیں کہ اپنے ملک کی حکومت کی معاونت کے لئے غیر ملکی زرمبادلہ وہاں بھیجیں۔مگر بعد میں معلوم ہوتا ہے کہ غیر ملکی زرمبادلہ تو حکمران کھا گئے یا انہوں نے غیر ملکی دوروں پر ضائع کر دیا۔ پاکستان کے کام تو نہیں آیا...... ہر پاکستانی شرم سے سر جھکا لیتا ہے۔ بے نظیر بھٹو پاکستان کی بڑی مقبول اور عالمی سطح پر معروف خاتون تھیں۔ جاپان میں لوگ بھٹو خاندان کے بارے میں بہت کچھ جانتے ہیں۔ ذوالفقار علی بھٹو کی لیڈر شپ کے حوالے سے اور ایک خاتون ہونے کی وجہ سے جاپانی بے نظیر بھٹو کی بڑی عزت کرتے تھے مگر...... جب وہ بدعنوانی کے الزامات کے تحت برخواست کی گئی ہیں تو پورے جاپان کے اخبارات ان خبروں اور الزامات سے بھرے ہوئے تھے، ہم پاکستانی کئی روز تک گھروں سے باہر نہیں نکل سکے اور اس کے بعد جب میاں نواز شریف آئے تو ان کے بارے میں تعریفیں تھیں کہ وہ صنعت کار ہیں اور پاکستان کو ایشیا کا ٹائیگر بنا دیں گے مگر اڑھائی تین برسوں کے بعد جاپانی اخبارات ان کے خلاف الزامات سے بھرے ہوئے تھے، جاپانی اخبار نویس عام شہری اور دانشور اس بات پر حیران تھے کہ جب آپ لوگ کسی حکمران پر ایسے خوفناک اور انتہائی شدید نوعیت کے الزامات عائد کرتے ہیں تو پھر ایسے سیاستدانوں کے خلاف قانونی کارروائی کیوں نہیں کرتے؟

بے نظیر بھٹو اور میاں نواز شریف ...... دو بار اقتدار میں آئے۔ جاپانی قوم حیران ہوتی ہے کہ وہاں جس وزیراعظم کے خلاف بدعنوانی کا الزام عائد ہوتا ہے وہ پھر کبھی اسمبلی میں نظر نہیں آتا آپ لوگ کیسے ہیں کہ جن پر بدعنوانی کا الزام لگاتے ہو وہ بار بار وزیراعظم بھی بنتے ہیں اور دوبارہ سہ بارہ ان ہی الزامات کے تحت برخواست ہوتے ہیں۔اب اس بات کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا اور نہ ہی ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے انتہائی ذمہ دار لوگ اور اعلیٰ عدالتیں

سابق حکمرنوں کو بدعنوان تو کہہ دیتے ہیں مگر انہیں سزائیں نہیں دیتے اور نہ ہی ان سے بدعنوانی کی رقومات وصول کر سکتے ہیں۔آخر کیوں......؟ ہم تو ہزاروں میل پر بیٹھے ہیں۔ہم نے تو کبھی کسی پاکستانی حکمران کو بدعنوان اور بددیانت نہیں کہا......اسی پاکستان کے ذمہ دار لوگ الزام عائد کرتے ہیں اور یہاں کی سب سے بڑی عدالتیں ان الزامات کی توثیق کرتی ہیں اور پھر بھی یہ لوگ کھلے عام بار بار اسمبلیوں کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ہوتا ہے؟ کیا ہمارے ملک میں قانون کمزور ہے یا عدالتیں کمزور ہیں یا پھر یہ سیاستدان سب سے زیادہ طاقتور ہیں...... پاکستان سے باہر بیٹھے، ہم پاکستانی بڑے مظلوم ہیں کہ ہمیں حقائق کا ادھورا علم ہوتا ہے۔واقعات نامکمل جانتے ہیں مگر دوسرے مما لک کے لوگوں کی پوری طنز و مزاح اور مذاق کا نشانہ ہم لوگ بن جاتے ہیں۔ہم بے نظیر بھٹو کو نہیں جانتے نہ ہم نے کبھی آصف علی زرداری کو دیکھا ہے نہ ہی ہم نواز شریف کو جانتے ہیں اور نہ ہی میاں شہباز شریف کو ہم جانتے ہیں۔ہم تو کسی کو مورد الزام قرار نہیں دیتے۔جو یہ کام کرتے ہیں وہ اپنے الزامات کو عدالتوں میں ثابت کر کے انہیں سزائیں کیوں نہیں دلواتے تاکہ پاکستان کی سیاست میں سے یہ لوگ ہٹ جائیں اور صاف ستھری سیاست رائج ہو سکے۔ اگر آپ لوگ ان کا احتساب نہیں کر سکتے تو پھر الزامات بھی کیوں لگاتے ہو۔ساری دنیا میں ان کی پبلسٹی کیوں کرتے ہو......؟ کیا ہم یہ سمجھ لیں کہ یہ کام دنیا بھر کے بیرونی مما لک میں مقیم پاکستانیوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے؟

معاف کیجئے گا میں جذباتی ہو گیا ہوں۔وجہ یہ ہے کہ میں اپنے پاکستانی بھائیوں اور حکمرانوں سے سوال کر رہا تھا اور یہ موقع کسی کو روز روز تو نصیب نہیں ہوتا۔ پاکستان میں حالیہ فوجی تبدیلی کا نوٹس پوری دنیا میں بڑی سنجیدگی سے لیا گیا ہے۔لوگ اس بات پر حیران ہیں کہ اتنے بڑے ملک کے ایسے وزیراعظم کو جو کہ پارلیمینٹ میں بڑا بھاری مینڈیٹ رکھتے ہیں جو عوام کے مقبول عام لیڈر ہیں وہ اپنے ملک کے آرمی چیف کو اپنے ہی ملک میں واپس آنے سے کیوں روکنا چاہتے ہیں......؟ اس طیارہ کو جس میں آرمی چیف موجود ہیں کسی اور ملک میں لینڈ کرنے کا حکم بھی کیوں دے دیتے ہیں۔وہ وزیراعظم کے بلند مرتبت عہدہ کے وقار کو خطرہ میں کیوں ڈال رہے ہیں......؟ ممکن ہے کہ اگر وزیراعظم کے حکم پر عمل درآمد ہو جاتا تو ملک کے تحفظ اور سلامتی کا ضامن یہ دفاعی ادارہ بھی دو یا تین گروہوں میں تقسیم ہو جاتا اور ہمارے ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی ۔ یہ سارے امکانات وزیراعظم کے سوچنے کے لئے......کاش وہ یہ سب سوچنے کے بعد کوئی فیصلہ کرتے۔

پاکستان کی فوجی حکومت

بارہ اکتوبر کی شام کو ہونے والے جو واقعات بھی ہوئے ان کا ایک ایک لفظ اور ایک ایک لمحے کی رپورٹ دنیا بھر میں شائع ہوچکی ہے اب جو حالات سامنے آئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ ہماری فوج کی یکجہتی اور باہمی اتفاق اور ڈسپلن کی بدولت ملک ایک بار پھر تباہ ہونے سے بچ گیا ہے مگر یہ سب کچھ کافی نہیں ہے۔ پاکستان کے روشن مستقبل کے لئے ابھی بہت غور وخوض کی ضرورت ہے۔ پاکستان کوئی بنجر ملک نہیں ہے اور نہ ہی یہاں کی ماؤں نے ذہین معاملہ فہم صاحب علم اور اچھے دماغ والے بچے پیدا کرنے سے انکار کیا ہے ہمارے ملک میں دنیا کے ذہین ترین لوگ پیدا ہوئے ہیں لیکن افسوس ہے کہ پاکستان کے اچھے، ذہین اور کھلے دماغ کے روشن خیال لوگ جلد ہی پاکستان کو چھوڑ کر پردیس میں جا بسنے کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں اور پاکستان میں ان کے پاس جو کچھ بھی ہوتا ہے بیچ کر قانونی وغیر قانونی ویزوں کے ذریعہ پاکستان سے باہر جارہے ہیں۔ یہ سب لوگ پاکستان سے اپنی جان چھڑا کر پردیسوں میں بھاگ رہے ہیں۔ وہ چھوٹی عمر کے ہیں یا بڑی عمر کے...... پاکستان سے بھاگ جانے میں ہی عافیت خیال کرتے ہیں۔ میں خود بھی پاکستان کے دارالخلافہ کا رہنے والا ہوں مگر اپنے وطن سے بھاگ کر جاپان آ چکا ہوں۔ یہاں میری جاپانی بیوی ہے، بچے ہیں۔ میرا اپنا کاروبار ہے۔ میں نہ تو سیاست دان ہوں اور نہ ہی کوئی اور مہم جوئی میرے معاملات میں شامل ہے۔ میں یہاں امن اور سکون سے اپنا کام کررہا ہوں۔ میں پاکستان کی محبت دل سے نکال کر نہیں پھینک سکتا کہ پاکستان میرا ملک ہے۔ میں ہر سال پاکستان جاتا ہوں وہاں سے لاکھوں ڈالر کے قالین اور دستکاری کا سامان خرید کر جاپان لاتا ہوں۔ یہاں میرا اپنا شوروم ہے جہاں یہ سب کچھ بیچتا ہوں۔ میں یہاں اپنا مکمل حساب بناتا ہوں۔ ٹیکس والے چیک کرتے ہیں جو کچھ میرا ہے وہ مجھ سے چھیننے کی کوشش نہیں کرتے اور نہ ہی کوئی اور بدمعاش مجھے تنگ کرسکتا ہے۔ میں جاپان کا شہری ہوں یہاں جب انتخابات ہوتے ہیں تو مجھے ایک معزز شہری سمجھ کر بڑے بڑے لیڈر مجھ سے بات چیت کرتے ہیں۔ میں ٹیلی ویژن پر ان کے انٹرویو کرتا ہوں۔ اخبارات اور رسائل میں ان کے بارے میں تجزیئے اور کالم لکھتا ہوں۔ قابل تعریف کاموں کی تعریف اور قابل تنقید امور پر سخت تنقید کرتا ہوں۔ لوگ میری تحریروں پر مجھ سے بحث کرتے ہیں بات کرتے ہیں، مگر کوئی کلاشنکوف لے کر مجھے اور میرے بچوں کو ڈراتا نہیں ہے۔ میں پاکستان سے بے حد محبت کرتا ہوں۔ میرے وطن پر میری جان بھی نثار ہے مگر پاکستان کے خود غرض سیاستدانوں اور قومی خزانہ لوٹنے والے نام نہاد سیاسی کارکنوں سے مجھے نفرت ہے۔ پاکستان

میں دولت سے محبت کرنے والے سیٹھوں نے جنت نظیر پاکستان کو عام محنت کش انسان کے لئے جہنم بنادیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج پاکستان میں ہر پڑھا لکھا نوجوان اپنی جائیداد بیچ کر، اپنی ماں اور بہن کے زیور بیچ کر، ملک سے باہر بھاگ رہا ہے تاکہ وہ وطن سے دور کسی ایسی جگہ جہاں قانون کی حکمرانی ہو، جہاں محنت کش کی عزت ہو وہاں بیٹھ کر محنت کرے۔ پاکستان میں اپنے عزیزوں کو خرچہ بھیجے، ایسا کیوں ہے۔ ہم جیسے محنت کرنے والوں کو ہمارے اپنے وطن میں محنت کرنے اور عزت سے روٹی کمانے کے مواقع کیوں نہیں ملتے۔ ہمیں ہمارے ملک میں ذلیل اور بے عزت کیوں سمجھا جاتا ہے......؟ پاکستان کے لاکھوں افراد، ملک سے باہر بڑی باعزت اور خوشحال زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان سے وہ محبت کرتے ہیں مگر پاکستان جانے کا نام لیتے ہی ان کے رنگ زرد پڑ جاتے ہیں کہ یہاں قدم قدم پر جان کا خطرہ ہے۔ اغوا برائے تاوان کا خطرہ ہے۔ لٹیرے اور ڈاکوؤں کا خطرہ ہے۔ لاہور جیسے بڑے شہر میں ایک شخص سو بچوں کو اغوا کر کے انہیں قتل کر دیتا ہے یا ملک سے باہر بھجوا دیتا ہے مگر پاکستان کے پولیس کے محکمہ کو اس کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ آخر کیوں۔ یہ ایسی خوفناک واردات جس نے پوری دنیا میں ہلچل مچادی ہے اس کا سراغ صرف فوجی حکومت کو ہی ملا ہے۔ سیاسی حکومتیں پولیس کے محکمہ سے کیا کام لیتی رہی ہیں کہ ملک میں جرائم پیشہ افراد کی طرف کسی کی نظر ہی نہیں گئی...... یہ معمولی واقعات نہیں ہیں۔ میں لاہور کے ان شہریوں کے حوصلہ کی داد دیتا ہوں۔ جو ایسی پولیس اور جرائم پیشہ افراد کے درمیان رہتے ہیں۔ ان حالات میں جو لوگ یہ ملک چھوڑ کر باہر بس گئے ہیں وہ ایک باقاعدہ اور قانون کی پابند زندگی کے عادی ہو گئے ہیں۔ ان میں ہمت نہیں ہے کہ وہ واپس یہاں آ کر اپنی زندگی کو نامعلوم اور انجانے خطرات سے دوچار کریں۔

یہاں سے میں اپنی بات کو پھر علامہ اقبالؒ کے خواب کی طرف لاتا ہوں کہ علامہ اقبالؒ نے تو صرف پاکستان ہی کی نہیں پوری دنیا کی سرزمین کو پاک کرنے کا خواب دیکھا تھا۔

تو ہی ناداں کہ چند کلیوں پر قناعت کر گیا
وگرنہ چمن میں علاج تنگی داماں بھی تھا

اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کے لئے قائداعظم محمد علی جناحؒ نے جدوجہد کی اور اس حقیقت کو برقرار رکھنے کے لئے ایک سسٹم بنایا اس قوم کے لئے جو ملک انہوں نے بنایا تھا اس کی پرورش اور دیکھ بھال کے لئے ایک نظام باقاعدہ وضع کر کے دیا تھا۔ انہوں نے اپنی ذاتی زندگی کو ایسا پاک صاف رکھا تھا کہ آج دنیا بھر میں اس کی مثال دی جاتی ہے۔

آج پاکستان بھر میں قائداعظمؒ کی جو بھی جائیداد ہے وہ ان ے اپنے ذاتی سرمایہ اور نجی آمدنی سے خرید کردہ ہے۔ انہوں نے اپنے کسی بھائی یا کسی بھتیجے، بھانجے کو پاکستان میں نہ تو نوکری دی اور نہ ہی اسے کوئی ناجائز مراعات دیں۔ میں نے بہت سی کتابوں میں پڑھا ہے کہ قائداعظمؒ کے ایک بھائی جو بمبیئے کے بہت بڑے وکیل تھے انہوں نے کراچی میں قیام کرنا چاہا اور قائداعظمؒ کو کہا کہ اگر آپ چاہیں تو مجھے پاکستان کا اٹارنی جنرل بنا دیں یا پھر مجھے پاکستان میں وکالت کرنے کیا جازت دے دیں۔ اس پر قائداعظم نے اپنے بھائی کو کہا:

''پاکستان کے عوام نے مجھے اپنا لیڈر اور گورنر جنرل اس لئے نہیں بنایا کہ میں اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو اعلیٰ مناصب پر فائز کروں اور اگر تم یہاں وکالت کرو گے تو پاکستان کے سارے جج تمہارے ساتھ لحاظ اور رعایت کا سلوک کریں گے کہ تم جناحؒ کے بھائی ہو۔

بھئی تم بہت بڑے وکیل ہو۔ کراچی سے زیادہ بمبیئے میں تم بہتر کام کر سکو گے۔ پاکستان میں رہ کر میرے لئے کسی پریشانی کا باعث نہ بنو۔''

اور قائداعظم کا یہ بھائی جو بعد میں بھارت کا کئی برس تک چوٹی کا قانون دان اور آئینی ماہر رہا۔ دوبارہ پاکستان نہیں آیا اور نہ ہی اس کی اولاد پاکستان آئی۔ قائداعظمؒ نے تو اپنی زندگی میں یہ مثال قائم کی تھی مگر ہمارے حکمران جو بھی اقتدار میں آتا ہے وہ ملک کا خزانہ بھی لوٹ کر کھا جاتا ہے اور ملک کے اعلیٰ عہدوں پر اپنے اعزا و اقرباء کو بٹھا دیتا ہے تا کہ اس کے اقتدار کی عمر طویل تر ہو جائے......افسوس کہ ہمارے ملک کا یہ حال پاکستان کے دشمنوں نے نہیں دوستوں نے ہی کیا ہے۔

ایک خوشگوار خواب۔۔۔قائداعظمؒ سے ایک سوال

ان سارے حالات کو دیکھ کر میں بڑا آزردہ خاطر تھا۔ سوچا کہ قائداعظمؒ تو جنت میں بیٹھے ہوں گے۔ ان سے فون پر بات ہی کی جائے۔ چنانچہ میں نے بابائے قوم کو ٹیلی فون کیا۔ وہ پہلے تو بہت حیران ہوئے کہ جاپان سے جنت میں فون کس نے کر دیا۔ جب میں نے ان سے اپنا تعارف کرایا تو وہ یوں گویا ہوئے:

قائداعظم......ہمایوں مغل......تم پاکستانی ہو، مگر جاپان سے کیوں بول رہے ہو؟

ہمایوں مغل......جناب میں روزگار کی تلاش میں جاپان آیا اور یہاں کا ہی ہو گیا لیکن میں سال دو سال میں پاکستان کا چکر